سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط و ترتیب : حافظ محمد سلمان الحق انوار حقانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

تربیت اولاد اور اسوہ رسول اکرم ﷺ

اچھے نام رکھنا، تعلیم و تربیت، عقیقہ اور ختنہ کے فضائل، مسائل اور فلسفہ

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایھا الذین آمنوا قوا انفسکم و اھلیکم نارا وقودھا الناس و الحجارۃ علیھا ملائکۃ غلاظ شداد لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون ما یؤمرون۔

ترجمہ: اے مؤمنو تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جسکا ایندھن انسان ہیں اور پتھر جس پر مضبوط دل والے فرشتے مقرر ہیں۔ جن کو اللہ جو حکم فرماتے ہیں اسکی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم دیا جائے اسے بجالاتے ہیں

اچھا ادب اولاد کیلئے بڑا عطیہ:

وعن ایوب بن موسیٰ عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ ﷺ قال مانحل والد ولدہ من نحل افضل من ادب حسن (رواہ الترمذی و البیہقی)

ترجمہ: حضرت ایوبؒ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا (ابن سعیدؓ) سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کسی باپ نے اپنی اولاد کو اچھی تعلیم و تربیت سے بہتر کوئی عطیہ نہیں ہے۔

ذکر کردہ آیت کریمہ اور حدیث مبارکہ کے ضمن میں گزشتہ جمعہ سے اولاد کے والدین پر جو حقوق شریعت مطہرہ نے لازم کئے' کا ذکر ہو رہا ہے۔ آخری بات یہ ہو رہی تھی والدین کو اپنے پیدا ہونے والے بچوں پر ایسے نام رکھنے چاہئیں جو اللہ اور اسکے پیغمبرؐ کے بتلائے ہوئے محبوب نام ہوں۔ جو ایسے معانی پر دلالت کریں' جس میں اسلام' ایمان' سلامتی طبع اور بہترین تہذیب و اخلاق کی جھلک موجود ہو' ایسے نام نہ ہوں جن کے مفہوم فحاشی' بداخلاقی' سنگ دلی اور بے دینی وغیرہ پر دلالت کر رہے ہوں۔ اسلام جو انسان کو اس کے نفس کو غرور و تکبر' ریاء نام و نمود اپنی ستائش و تعریف اور خودنمائی سے محفوظ رکھنے کی جس شدت سے قرآن و حدیث میں بار بار تلقین فرمایا ہے اس کی مثال دنیا کے اور مذاہب

میں کہیں نہیں ملتی۔

نام رکھنے میں حزم واحتیاط:

یہاں تک کہ معلم اعظم ﷺ نے ایسے نام رکھنے سے منع فرمایا جس میں اپنی تعریف کا پہلو نمایاں ہو ارشاد گرامی ہے:

وعن زینب بنت ابی سلمه قالت سمیت بره فقال رسول الله لاتزکوا انفسکم الله اعلم باهل البر منکم سَمّوها زینب (رواہ مسلم)

ترجمہ: ''حضرت زینب بنت ابی سلمہ فرماتی ہیں کہ میرا نام برّہ (نیکوکار) رکھا گیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اپنے نفس کی تعریف نہ کرو تم میں جو شخص نیکوکار ہے اسے اللہ خوب جانتا ہے۔''

گویا ایسا نام رکھنے سے بھی منع فرمایا جس کے معنی سے انسان کے اپنے ذات کی تعریف ظاہر ہو کیونکہ گزشتہ جمعہ میں نے آپ کو عرض کیا تھا کہ نام کا اپنے مسمی میں تاثیر اکثر و بیشتر پائی جاتی ہے۔ ایسے نام رکھنے سے نفس میں بڑائی اور تکبر کے اثرات پیدا ہونے کے خطرات زیادہ موجود ہیں۔ باری تعالیٰ جس فرد میں عجز و انکساری اور تواضع ہوا سے اپنا محبوب گردانتا ہے اور جہاں غرور و تکبر آئے اللہ اسے ذلیل وخوار کر دیتا ہے۔

حضرت آدم وابلیس کا تقابل:

سورۃ بقرہ میں آپ حضرات حضرت آدمؑ اور ابلیس لعین کا واقعہ سنتے رہتے ہیں حضرت آدمؑ نے عجز و انکساری کا اظہار کیا تو ابوالبشر اور کن کن القاب واعزازات سے نوازے گئے' ابلیس نے تکبر و غرور اور بڑائی کے دعوے کئے تو دربار الٰہی تعالیٰ اور اسکے رحمت جاودانی سے قیامت تک ذلت وخواری سے نکالے گئے' ناموں کے سلسلہ میں ہمارے ہاں اپنے عقل و تصور کے مطابق بے حد افراط و تفریط سے کام لیا جارہا ہے اگر بعض لوگ رعب و دبدبہ کے اظہار کیلئے اپنے بچوں پر قارون وھامان اور فرعون و نمرود جیسے ظالموں کے ناموں کو پسند کرتے ہیں

نبی ﷺ نے عاصیہ کا نام جمیلہ رکھ دیا:

تو ایسے سادہ لوح بھی ہیں جو اپنی سادگی' کم فہمی' کم علمی کی وجہ سے ایسے نام بچوں پر رکھتے یا اپنا لقب اختیار کر دیتے ہیں۔ جو اللہ کی نافرمانی اور دینؒ کی مخالفت پر مبنی ہوں۔ بعض حضرات ایسے بھی ہیں جو اپنے خود ساختہ بزرگی کی دھاک لوگوں میں قائم کرنے کیلئے اپنے لئے عجیب وغریب القاب مثلاً عاصی' آثم وغیرہ رکھنا پسند کر لیتے ہیں ایسے ناموں کو بھی آنحضرت ﷺ نے برا قرار دیکر تبدیل کرنے کی ترغیب فرمائی۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے: وعن ابن عمر ان بنتا کانت لعمر یقال لها عاصیة فسمها رسول الله جمیلة (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کی ایک بیٹی تھی جس کو عاصیہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

(عاصیہ کا معنی گناہ گار ہے) چنانچہ حضور ﷺ نے اس کا نام جمیلہ رکھا۔ گویا جب نام ہی عاصیہ نافرمان اور گناہ گار رکھ دیا۔ تو انسان کے نام کا اس کی زندگی پر اثر انداز ہونے کی وجہ ایسے نام رکھنے کو بھی سرکار دو عالم نے عاصیہ یعنی نافرمان کے بجائے جمیلہ جس کا مفہوم خوبصورت ہے رکھ دیا۔

نام نہ بگاڑے جائیں:

اسلام میں اچھے نام رکھنے اور برے القاب سے بچنے کی اس قدر اہمیت ہے کہ مالک کائنات نے ارشاد فرمایا: ولا تنابزوا بالألقاب۔ بئس الاسم الفسوق بعد الایمان (سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۱)

ترجمہ: ایک دوسرے کو برے ناموں اور القاب سے نہ چڑھایا کرو فسق و فجور پر مشتمل نام ایمان لانے کے بعد گناہ ہے" یعنی جس نام کو انسان اپنے لئے مذموم اور برا جانے ایسے نام سے اس کو نہ پکارا جائے۔ آج کے روشن خیال اور فیشن زدہ معاشرہ میں بچے کو بچپن ہی سے از راہ محبت ایسے ایسے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے جن کا بچے کے نفسیاتی بگاڑ اور معاشرتی بے راہ روی میں بڑا حصہ ہوتا ہے۔ بچہ تو کیا کہ بالغ اور عقل و شعور سے مزین مرد و زن کو بھی اندھا' کانا' لولا' لنگڑا' یہودی' ہندو کافر اور عیسائی کے ناموں سے پکارنا اور یاد کرنا اس بگڑے معاشرہ کا حسین جزو بنا دیا گیا ہے' حالانکہ اس قسم کے نام اور القاب اپنے اور دوسرے کے لئے از راہ شریعت ممنوع قرار دیئے گئے ہیں۔ ہمارا آقا اور رحمۃ للعالمین ﷺ ہمیں اس بارہ میں کیا تعلیم دے رہے ہیں۔ کبھی ہم نے اس کے جاننے اور ماموارت پر عمل اور منہیات سے بچنے کی کوشش کی ہے۔

بعض محبوب اور ناپسندیدہ نام:

عن ابی وهب الجشمی قال قال رسول الله ﷺ تسموا باسمآ الانبياء واحب الاسماء الی الله عبدالله وعبدالرحمان واصدقها حارث وهمام واقبحها حرب ومره (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ "حضرت ابو وھب جشمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انبیاء کے نام پر اپنے نام رکھو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین نام عبداللہ و عبدالرحمٰن ہیں نیز زیادہ صحیح اور حق پر مبنی نام حارث اور ھمام ہیں اور سب سے برے نام حرب اور مرۃ ہیں۔"

یہاں حدیث شریف میں عبداللہ و عبدالرحمٰن نام رکھنے کی تلقین جو آنحضرت ﷺ نے فرمائی اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہی دو نام رکھنے جائز اور بہتر ہیں اللہ کے اور اسماء و صفات کا اپنے نام کے ساتھ ذکر جائز نہیں بلکہ یہ دو نام بطور مثال ذکر فرمائے مقصد یہ کہ ہر وہ نام رکھنا باعث برکت و رحمت ہے۔ جس میں اللہ کے کسی صفت کی عبدیت اور بندگی و تابعداری کا اظہار ہو۔ جیسے عبدالخالق' عبدالمالک' عبدالرزاق' عبدالواسع' عبدالرحیم' اور عبدالکریم وغیرہ۔

حارث وہمام اچھے نام' حرب ومرۃ برے نام ہیں:

ذکر کردہ حدیث میں حارث وہمام کو اچھا نام قرار دینے کی وجہ یہ کہ اس نام اور لفظ کے معنی مقصد وارادہ اور کسب وکمائی کے ہیں' اور مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کا ظاہر وباطن ہر وقت نیکی پر عمل کرنے اور بدی کو ترک کرنے کے قصد وارادہ سے معمور ومنور رہو اور عبادات کے ادائیگی کے ساتھ ساتھ کسب وکمائی حلال کا طلبگار رہو۔ حرب اور مرہ ناموں کو قبیح فرمانے کے کئی وجوہات میں سے شاید یہ وجہ بھی ہو کہ حرب کے معنی لڑنا' جھگڑنا ہے۔ اسلام کی نظر میں یہ دونوں عمل قابل مدح نہیں ان کو برے عمل سے تعبیر کیا گیا۔ شریعت کا حکم تو یہ ہے "انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم" (مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں پس میل جول کرا دو اپنے دو بھائیوں میں) یہاں تو دو بھائیوں کے درمیان لڑنے جھگڑنے کا تصور بھی نہیں۔ اسی طرح مرۃ تلخی اور کڑوے کو کہتے ہیں اور طبیعت کی تلخی جس مسلمان میں ہو وہ اسلامی معاشرہ میں بہترین ذکر سے یاد نہیں کیا جاتا۔ یہ والدین پر اولاد کا حق ہے کہ ولادت کے بعد انسان کی شناخت کا جو اہم ذریعہ اس کا نام ہے وہ ایسا رکھ دیں جو قرآن وپیغمبر کے احکامات سے متصادم نہ ہو۔ اسلام نے بیٹے اور بیٹی دونوں کو رحمت خداوندی قرار دے کر بیٹی کو بھی اپنے حکمت کے مطابق وہی سلوک کرنے کا حکم دیا جس کا بیٹا مستحق ہے۔ جس طرح بیٹوں کے نام انبیاؑ وصحابہ کرامؓ کے نام سے رکھنے سے باعث برکت ہوتے ہیں اسی طرح بیٹیوں کے نام ازواج ومطہرات صحابیات کے ناموں سے رکھنے میں بھی بے انتہا برکات ہوتے ہیں' بدقسمتی سے مسلم معاشرہ سے تعلق رکھنے سے وہ مسلمان جو جدید ترقی یافتہ دور کے خرافات کے بھرپور لحات سے استفادہ کے خواہشمند ہوتے ہیں کہ اپنی اولاد پر ایسا نام رکھنے سے بھی احتراز نہیں کرتے جسے سن کر یہ فرق بھی محسوس نہیں ہوتا کہ آیا یہ مسلم ہے یا غیر مسلم' مرد ہے یا عورت

تربیت یافتہ اولاد صدقہ جاریہ بنے گی:

محترم حاضرین!! اب آپ خود اندازہ لگائیں اسلامی احکامات وتعلیمات کی باریک بینی بظاہر چھوٹے چھوٹے حکم معلوم ہونے والے مسائل میں مسلم قوم کی صلاح وفساد کے لئے کتنے راز پوشیدہ ہیں۔ مادر پدر آزادی کے دلدادہ اور دین متین کی ہدایات کو معمولی اور نا قابل عمل سمجھنے والے کے سامنے اگر والدین پر اولاد کے اس حق کو کہ اپنے لاڈلے پر ایسا نام رکھا جائے جو لایعنی' بیہودگی' بدفالی پر مشتمل نہ ہو تو جیسے اور مسائل میں ان کا وطیرہ ہے کہ ملا یا مولوی تنگ نظر ہے۔ نام میں کیا رکھا ہے۔ دنیا کہاں سے کہاں پہونچی۔ مولوی اور واعظ اسی محدود نظریات کے گرد گھوم رہا ہے۔ حالانکہ اس بدبخت وکم علم' وسعت نظر کے متوالے کو اندازہ نہیں کہ اس عالمگیر مذہب کے ایک ایک حکم پر عمل کرنے میں دنیا وآخرت میں فوز ونجات کے وہ بے شمار راز و فوائد پوشیدہ ہیں جس کا مقابلہ دنیا کا کوئی دوسرا مذہب اور نظریہ نہیں کر سکی۔

انہی ابتدائی مراحل سے بچوں کے سنوارنے اور بگاڑنے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اگر یہاں سے اولاد کی تربیت کے دور میں شریعت کے بتائے ہوئے اصول واحکامات کو اپنے عقل ودانش کی کسوٹی پر پرکھنے کی بجائے سارے معاملات اللہ کی حکمت پر چھوڑ کر اسی پر عمل کرنے والا بنے۔ تو یہی اولاد آگے چل کر والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک سرمایہ آخرت اور صدقات جاریہ میں سے بن جاتی ہے' بصورت دیگر غیر اسلامی وشرعی تربیت کے جرم میں والدین بھی یہ لخت جگر جب بڑے ہو کر جرائم گناہوں کا ارتکاب کریں شریک جرم کی حیثیت سے جہنم کے ایندھن بننے کا مصداق بن کر وارد جہنم ہوں گی۔ جس سے بچنے اور بچانے کا حکم خطبہ کے ابتداء تلاوت کردہ آیت کریم رحیم وکریم ذات باری تعالیٰ نے فرمایا۔

عقیقہ کی حکمت' فضائل ومسائل اور فلسفہ: اللہ تعالیٰ لامتناہی انعامات میں سے ایک بہت بڑی نعمت اولاد کا حاصل ہونا ہے۔ اس نعمت کی قدر وقیمت کا اندازہ بے اولاد حضرات کی کیفیت سے بخوبی لگ سکتا ہے۔ رب ذوالجلال کی طرف سے اس احسان وکرم کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے والدین پر فدیہ اور شکرانہ ادا کرنے کو مشروع قرار دیا ہے۔ جسے ہم اور آپ عقیقہ کہتے ہیں۔ اکثر فقہاء کے نزدیک سنت اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مستحب ہے۔ یاد رہے یہ ان دوستوں کیلئے ہے جو صاحب استطاعت ہوں۔ مناسب یہی ہے کہ عقیقہ کے دن ہی کوئی مناسب اور شرعی نام رکھا جائے۔ بہترین وقت پیدائش کا ساتواں دن اگر نہ ہو سکے تو چودھواں یا پھر اکیسویں کو یہ ذمہ داری ادا کر کے اس عمل پر مقررہ ثواب انشاء اللہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا اپنا عمل عقیقہ کے سنت یا مستحب ہونے کی دلیل ہے

عن ابن عباس ان رسول الله ﷺ عق عن الحسن والحسین کبشا کبشا رواه ابوداؤد وعند النسائی کبشین کبشین ۔اور امام نسائیؒ کے نزدیک دو دو ۔

ترجمہ: ''حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ کے عقیقہ میں ایک ایک بکرا ذبح کیا۔'' ابوداؤد میں ایک اور فرمان نبوی ﷺ ہے:

قال من ولدله ولد فاحب ان ینسک عنه فلینسک عن الغلام شاتین وعن الجاریة شاة۔

ترجمہ: حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص کے ہاں لڑکا پیدا ہو اس کو چاہیے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ذبح کرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔''

بیشتر ائمہ کی رائے یہی ہے کہ لڑکا پیدا ہو تو دو بکرے یا بکریاں' لڑکی کی پیدائش پر ایک بکرا یا بکری ذبح کرنا چاہیے۔ ابن عباسؓ کی روایت میں ایک ایک بکرے کی علماء نے مختلف توجہات کی ہیں مگر اغلب یہی ہے کہ ایک ایک آپ ﷺ نے ذبح فرما کر ایک ایک حضرت فاطمہؓ کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ الغرض اولاد کا یہ حق بھی ادا کرنا

بے شمار برکات واجور کا ذریعہ ہے۔ جن کا ذکر آنحضرت ﷺ کے ارشادات میں تفصیل سے موجود ہے اور حضور ﷺ کی اس سنت کی ادائیگی بھی اسلام کے اس اعلیٰ وارفع ہدایت جس میں قرابت داروں اور دیگر حاجتمند مسلمانوں کو اپنی خوشی میں شریک کرنے کا حکم دیا گیا ہے' محبت واتفاق کے قیام اور دینوی وسائل سے محروم فقر وفاقہ کے شکار لوگوں کے مصائب میں کمی کا ذریعہ بنے گا۔ یہی وجہ ہے کہ عقیقہ کا گوشت فقراء میں بطور صدقہ تقسیم کرنا اور عزیزوں واحباب کو ہدیۃً دینا مسلمانوں کا آپس میں افتراق وانتشار اور بغض وعداوت کی جگہ اتحاد بین المسلمین کے اسباب میں سے ایک بہتر سبب بن سکتا ہے۔

<u>ختنہ کے احکام ومسائل:</u> اولاد کے حقوق میں سے اپنے اولیاء اور والدین پر یہ بھی حق ہے کہ بچے کی پیدائش کے چند دنوں بعد اس کا ختنہ کیا جائے امام ابوحنیفہؒ جن کے مسلک پر آپ اور ہم عمل پیرا ہیں یہ عمل کروانا سنت ہے' شاید اسی وجہ سے ہمارے پٹھان علاقوں میں اس حق کی ادائیگی کا نام بھی ''سنت'' رکھا گیا ہے۔ ہم آپس میں کہتے ہیں کہ آج یا کل فلاں کے بچے کی ''سنت'' ہو رہی ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید المرسلین ﷺ نے کئی روایات میں باقاعدہ امت مسلمہ کے مردوں کو ختنہ کا حکم فرمایا۔

سرور دو عالم ﷺ کا فرمان ہے کہ حضرت شداد بن اوس روایت کرتے ہیں میرے دادا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں اسلام لایا ہوں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: الق عنک الشعر واختتن ۔حالت کفر کے سر کے بال مونڈو اور ختنہ کرواؤ۔ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: عن ابی ھریرۃ الفطرۃ خمس الختان والاستحداد وقص الشارب وتقلیم الاظفار ونتف الابط (رواہ بخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ حضور ﷺ کی روایت کررہے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں فطرت میں داخل ہیں ایک تو ختنہ کروانا' دوم ناف سے نیچے بالوں کو لوہے یعنی بلیڈ یا استرا وغیرہ سے صاف کرنا' سوم مونچھ کتروانا' چہارم ناخن کاٹنا' پنجم بغل سے بال ہٹانا۔

فطرۃ سے مراد یہ کہ مذکورہ امور تمام انبیاء کے ادیان میں مشروع ومسنون تھے' حضور کے بعثت سے قبل تمام گزری ہوئی شریعتوں میں اہم مذہب ابراہیمؑ کا بھی تھا جس کی اتباع کی رب العالمین نے حکم دیتے ہوئے فرمایا:

ثم اوحینا الیک ان ابتع ملۃ ابراھیم حنیفا (سورۃ نحل)

ترجمہ: پھر ہم نے حکم دیا کہ دین ابراہیم پر چلیں جو کہ سب سے ایک طرف تھا۔ یعنی تمام مخلوقات سے الگ ہو کر صرف رب العالمین جل جلالہ کا دروازہ پکڑ لیا جس کے قبضہ میں تمام کائنات ہیں۔ جب دین ابراہیمی کو لازم العمل قرار دیا گیا تو ملت اسلامی کے ہر فرد پر دین ابراہیمی پر چلنا ہے بعض روایات میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ پہلے وہ فرد تھے جس نے ختنہ کیا اور ان کے بعد یہی عمل تمام انبیاءؑ ان کے امتوں میں حضور ﷺ کی تشریف آوری تک جاری رہا۔

حضرت ابراہیمؑ سب سے پہلے ختنہ والے انسان:

جناب یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ وعن یحییٰ بن سعید انه سمع سعید بن المسیب یقول کان ابراھیم خلیل الرحمن اول الناس ضیف الضیف واول الناس اختتن واول الناس قص شاربه واول الناس رأی الشیب فقال یا رب ما ھذا قال الرب تبارک وتعالیٰ وقاریا ابراھیم قال رب زدنی وقارا۔

ترجمہ: یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت سعید ابن مسیّب کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت ابراہیمؑ جو رحمان کے دوست تھے۔ سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے مہمان نوازی کی اور وہ سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے ختنہ کیا وہ سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے اپنی مونچھیں کتریں اور وہ سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے بڑھاپا (یعنی سفید بال) دیکھے تو سوال کیا میرے پروردگا یہ کیا ہے۔ پروردگار نے فرمایا کہ ابراہیمؑ یہ وقار و عظمت ہے حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا اے رب اس نعمتِ عظمت و وقار میں اضافہ فرما۔

اگر چہ اس ذکر کردہ حدیث میں چند ایسی باتوں کا ذکر ہوا۔ جن کا آج کے بیان کرنے والے موضوع سے تعلق نہیں ان امور کی تفصیل انشاء اللہ کسی اور موقع پر کروں گا۔ یہاں غرض یہ کہ ختنہ کی ابتداء ابراہیمؑ نے فرمائی چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ کے روایت کے مطابق حضرت ابراہیمؑ کی عمر اسّی (۸۰) سال تھی کہ انہوں نے ختنہ کیا۔ تو اسی سنت ابراہیمی پر عمل کر کے قیامت تک وجود میں آنے والے ہر مسلمان پر ختنہ کرنا سنت ہے۔ دراصل یہ ختنہ شعائرِ اسلام اور مسلمان اور کافر کے درمیان مابہ الامتیاز کی حیثیت رکھتا ہے۔ مسلمان مختون اور غیر مسلم غیر مختون ہوتا ہے۔ ختنہ میں دینی مصلحتوں اور حکمتوں کے ساتھ ساتھ بے شمار جسمانی فوائد ہیں جنہیں علماء و ماہرین طب نے مختلف کتب میں ذکر کیا۔ مناسب یہی ہے کہ بچے کا ختنہ اس عمر میں کیا جائے کہ جب وہ حد شعور تک نہ پہونچے اسے یہ فکر اور پریشانی نہ ہو کہ میں ابھی تک غیر مختون ہوں، اور اب اس بڑے عمر میں ختنہ کرواتا ہے۔ علماء نے لکھا ہے آنحضرت ﷺ نے حضرت حسنؓ و حسینؓ کا عقیقہ و ختنہ پیدائش کے ساتویں دن کر دیا۔

محترم حاضرین، اولاد کا واقعی آنکھوں کا نور دل کا سرور اور مسلم معاشرہ کا با کردار، اخلاق حسنہ سے مالا مال اور مسلم سوسائٹی کا حقیقی فرد بننے کے لئے والدین کی بعض ایسی ذمہ داریاں ہیں۔ جن کا ذکر آج وقت کی کمی کے باعث نہ ہوسکا۔ اللہ نے چاہا اور زندگی رہی تو ان اہم وکلیدی حقوق جو والدین پر اولاد کی تربیت کے سلسلہ میں لازمی ہیں۔ آئندہ بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ مالک کائنات مجھے اور آپ سب کو راہ حق پر چلنے اور اولاد کو صراط مستقیم پر چلانے کی ہمت اور توفیق سے مالا مال فرمادیں۔